اداریہ

بسم الله الرحمن الرحيم و به نستعين..............................

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فيها
وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما ﴿النساء ۹۳﴾

(اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب۔)

قتلِ عمد بڑے جرائم میں سے ایک ہے اس لئے اس کی سزا بھی کڑی رکھی گئی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں قتلِ عمد سے مراد جان بوجھ کر اپنے ارادہ سے کسی کو قتل کرنا ہے۔ آیتِ مذکورہ بالا کے متعدد شانِ نزول مفسرین کرام نے بیان کئے ہیں، حضور سرورِ کائنات ﷺ کا فرمان ہے: کسی مسلمان کا جو اللہ کے ایک ہونے کی اور میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو، خون بہانا حلال نہیں ماسوا تین حالتوں کے، ایک تو یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسرے شادی شدہ ہو کر زنا کیا ہو، تیسرے دین اسلام کو چھوڑ دینے والا جماعت سے الگ ہونے والا ہو۔

اسلام نے کسی مسلمان کا خون بہانے اسے قتل کرنے کو بہت برا جانا ہے اور اگر کوئی مسلمان یہ فعل کرے یعنی اپنے ہی کسی مسلمان بھائی کو بے قصور قتل کر ڈالے تو یہ اور بھی برا ہے۔

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو مارنے کے لئے تلوار سونتی ہی تھی کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا مگر تلوار چل گئی اور وہ مارا گیا۔ نبیء مکرم ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا تو آپ نے ناراضگی سے فرمایا ابو درداء تم نے ایسا کیوں کیا، عرض کی حضور (ﷺ) اس نے جان بچانے کی خاطر کلمہ پڑھا تھا جس کا میں نے اعتبار نہ کیا، حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟

معلوم ہوا کہ کلمہ گو کے کلمہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اسے قتل کرنا اسلام میں جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ قریبی اور دوری تمام لوگوں پر قائم کرو

اسی طرح حضرتِ اسامہ کی قیادت میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا، کفار کو جب لشکرِ اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن مرداس نامی ایک شخص جو مسلمان ہو چکا تھا وہ اپنے مال مویشی کے ساتھ ٹھہرا رہا جب مسلمان وہاں پہنچے اور نعرہ تکبیر بلند کیا تو اس نے بھی جواب میں اللہ اکبر کہا، اور وہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوا نیچے اترا اور انہیں السلام علیکم کہا، لیکن حضرت اسامہ نے اس کی پرواہ نہ کی اور اسے قتل کر ڈالا، اور اس کا ریوڑ ہانک کر مدینہ طیبہ لے آئے اور بارگاہِ رسالت میں سارا ماجرا بیان کیا، حضور ﷺ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے، کہ ایک کلمہ گو کو شبہ میں قتل کر ڈالا۔

اس طرح کے کئی واقعات ملتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امن ہو یا جنگ کلمہ گو مسلمان کا قتل کسی مسلمان کو روا نہیں۔

سنن ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آسمان اور زمین والے سب مشترکہ طور پر کسی ایک مؤمن کو قتل کریں تو اللہ تعالیٰ (اس ایک قتل کے سبب) ان سب کو جہنم کی آگ میں اوندھے منہ گرائے گا۔

اسلام کی اتنی واضح تعلیمات کے باوجود اگر پھر بھی مسلمان مسلمانوں کا خونِ ناحق کریں تو یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہوگی، وانا میں اس وقت جو صورتحال ہے اس سے سب آگاہ ہیں کہ مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اور ان قاتلین کی سرپرستی اسلامی حکومت کر رہی ہے، مقتولین کے مسلمان ہونے میں قاتلوں اور ان کے سرپرستوں سمیت کسی کو شبہ تک نہیں، مذکورہ بالا واقعات میں تو شبہ کی بناء پر قتل ہوا کہ وہاں ایک امکان یہ تھا کہ مقتول مصلحتاً کلمہ پڑھ رہا ہو اور حقیقتاً کافر ہو، جبکہ یہاں تو ہر شخص جانتا ہے کہ مقتولین اعلانیہ مسلمان ہیں ان کے پاس اسلامی حکومت کی شہریت ہے اور وہ مسلم مجاہد ہونے کی شہرت بھی رکھتے ہیں اس کے باوجود انہیں قتل کیا جانا انتہائی ظلم ہے اور اس ظلم کی سزا مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں صاف صاف بتادی گئی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس قتل ناحق پر مسلم زعماء، مسلم تنظیمیں، مسلم علماء اور مفتیانِ کرام تک خاموش ہیں کسی کو جرات و ہمت نہیں کہ اس برائی کو ہاتھ سے ختم کرنے کی جسارت کرے، زبان سے برا کہنے والے بھی کم ہیں اور اکثر وہ ہیں جو اسے دل سے برا جاننے پر اکتفا کر کے اپنے ضعفِ ایمان پر قانع ہیں۔

جب کسی قوم کے زعماء کا ایمان کم تر درجہ کا ہو جائے اور انہیں اس پر کوئی ملال اور اس کی کوئی فکر نہ ہو تو پھر ایسی بانجھ قوم کو زوال نہیں آئے گا تو کیا عروج حاصل ہو گا؟

سرکاری چھتری کے نیچے مراعات حاصل کرنے والے اور سرکاری خرچ پر اسلام آباد کی یاترا کرنے والے مفتیوں کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ دربارِ شاہی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کردار دہراتے جسے یہ مفتیانِ کرام تقریروں اور وعظوں کی صورت میں پبلک کے سامنے بارہا دہراتے رہتے ہیں۔

علماء و مشائخ کو سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند نہ کرنے کا طعنہ دینے والی سرکاری ٹی ٹیم کے مفتی، وانا آپریشن کے حوالہ سے سرکار کے اس فعلِ شنیع کے خلاف فتوی جاری کرتے ہوئے لرز اور کانپ کیوں رہے ہیں؟ اب کلمہ حق بلند کرنے سے انہیں کیا چیز مانع ہے؟

اللہ رب العالمین اس صدی کی اس مشکل ترین صورتحال سے امت مسلمہ کو سبق حاصل کرنے اور اپنے ایمان و اعتقاد پر نظر ثانی کرنے اور اس میں قوت و استقامت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مسئلہ مغفرتِ ذنب اور غیر علمی طرزِ عمل

ہم نے مغفرتِ ذنب نمبر ایک خالص علمی و فقہی مسئلہ پر ایک متبادل تحقیقی نقطہ نظر سامنے آنے پر شائع کیا تھا، تاکہ علم و تحقیق کی دنیا میں اس نکتہ نظر کو بھی دیکھا اور پڑھا جائے اور ہر دو محققین میں سے جس کی تحقیق زیادہ صائب ہو اسے اہلِ علم اس مسئلہ میں مذہبِ مختار کے طور پر قبول کر لیں اور ہر دو میں سے جس کا موقف کمزور ہو اسے رجوع کرنے اور حق کو قبول کرنے میں کوئی ذاتی انا مانع نہ ہو تو وہ اس سے رجوع کر لے۔ تحقیقی مسائل میں اسی طرح ہوتا آیا ہے اور متقدمین میں رجوع عن المواقف و المسائل کی متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور اس کی ایک زندہ مثال حضرتِ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب دامت برکاتہم ہیں کہ جنہوں نے شرح صحیح مسلم میں اپنے کئی مسائل سے رجوع کیا ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک رجوع معیوب نہیں بلکہ محمود ہے۔ مگر افسوس کہ اس خالص علمی و تحقیقی مسئلہ کو بعض حضرات بلاوجہ الجھا رہے ہیں، اور اسے عوامی مسئلہ بنا کر دھڑے